No. L. 39 Registered

نمبر (۱۴) — مطبوعہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء بروز جمعہ — جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

[illegible]

نُورافشاں

پادری ای۔ ایچ۔ ویرنگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری پی۔ ایم۔ زوپر صاحب پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری ... صاحب ایڈیٹرز

بقیہ

مُبارک اُمید

(۲۶)

باب ہشتم

بڑی مصیبت

(۱) علاوہ ”یعقوب کی مصیبت“ کے ہم اُس بڑی تکلیف کا ذکر دیکھتے ہیں جو مکاشفات کے ۷ باب میں مذکور ہے۔ اِس باب کے اوّل حصہ میں جو فرشتے نظر آتے ہیں ”بعد اِس کے میں نے زمین کے چاروں کونوں میں چار فرشتے کھڑے دیکھے کہ زمین پر چاروں ہواؤں کو تھامتے تھے تاکہ ہوا زمین یا دریا یا درخت پر نہ چلے۔ پھر میں نے ایک اور فرشتے کو پورب سے اُٹھتے دیکھا۔ اُس کے پاس زندہ خدا کی مُہر تھی اور اُس نے اُن چاروں فرشتوں سے جنہیں یہہ دیا گیا تھا کہ زمین اور دریا کو ضرر پہنچاویں بلند آواز سے پکار کر کہا جب تک ہم اپنے خدا کے بندوں کے ماتھوں پر مُہر نہ کریں تم زمین اور دریا اور درختوں کو ضرر مت پہنچاؤ“ (۱ سے ۳ آیت تک)۔ مطابق اُس کے ایک لاکھ چوالیس ہزار پر (۴ سے ۸) مُہریں کی گئیں۔ یہہ سب بارہ فرقوں میں سے خدا کے مخصوص اسرائیل کا بیٹھے تھے۔ اِس کے بعد ہم دیکھتے ہیں ”بعد اِس کے میں نے نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور فرقے اور لوگ اور اہل زبان میں سے ایک ایسی بڑی جماعت جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں ہاتھوں میں لئے اُس تخت اور برّہ کے آگے کھڑی ہے اور بلند آواز سے چلا کے یوں کہتی ہے کہ نجات ہمارے خدا کی جو تخت پر بیٹھا اور برّہ کی ہے“ (۹ و ۱۰ آیات)۔ اِسی بےشمار جماعت کی بابت جو بزرگوں میں سے ایک نے یوحنا رسول سے سوال کیا تھا کہ وے جو سفید جامے پہنے ہیں کون ہیں اور کہاں سے آئے۔ میں نے کہا کہ اے صاحب تو جانتا ہے تب اُس نے مجھ سے کہا یہہ وے ہیں جو ”بڑی مصیبت“ میں سے آئے اور اُنہوں نے اپنے جاموں کو برّہ کے لہو سے دھویا اور اُنہیں سفید کیا ہے“ (۱۳ و ۱۴ آیات)۔ ”بڑی مصیبت“ میں سے یعنے ”اُس بڑی مصیبت“ میں سے۔ کیونکہ جو کوئی اصلی یونانی سے واقف ہے فوراً قبول کریگا کہ یہہ معنے درست ہیں۔ پس یہہ بےشمار جماعت اِس مصیبت میں سے گذر کر لائی گئی اور منظر میں ہمارے روبرو کھڑی ہے یعنے ایک نجات یافتہ اور خوش و خرم جماعت۔ لہذا ایک صاف ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ اُس ”بڑی مصیبت“ کا زمانہ فقط یہودی قوم کے لئے ہی نہیں ہوگا بلکہ غیر اقوام کے لئے بھی یہہ بڑی مصیبت کا وقت ہوگا۔ شاید یہودیوں کی ”بڑی مصیبت“ سے کچھ عرصہ پہلے یا اُس کے قریب قریب اور ساتھ ہی ایسی سخت مصیبت ہوگی جس میں تمام قومیں فرقے اور اہل زبان اور سب لوگ مبتلا ہونگے۔ غالب ہے کہ یہہ وہی ساعت ہے جس کی بابت ہمارا خداوند فرماتا ہے ”اس لئے کہ تو نے میرے صبر کی بات کی حفاظت کی میں بھی اُس امتحان کی گھڑی سے جو تمام عالم میں زمین کے رہنے والوں کی آزمایش کے لئے آتی ہے تیری حفاظت کرونگا“ (مکاشفات ۳: ۱۰)۔ ”اُس امتحان کی گھڑی“ کی ابتدا اور آغاز اور خصوصیت کی بابت بہت ہی تھوڑا انکشاف ہوا ہے مگر اِس کا سبب ہم کافی طور سے یوں سمجھتے ہیں کہ کلیسیا کے اُٹھ جانے کے بعد دنیا خطرناک حالت میں مستغرق ہو جاویگی اور کہ وہ جانور اپنا منہہ کھولیگا جیسا مرقوم ہے ”اور ایک منہہ بڑا بول بولنے والا اور کفر کہنے والا اُسے ملا اور بیالیس مہینوں تک لڑائی کرنے کو اُسے اختیار دیا گیا اور وہ خدا کی بابت کفر بکنے پر اپنا منہہ کھولا کہ اُس کے نام اور اُس کے خیمہ اور اُن کے حق میں جو آسمان پر رہتے ہیں کفر بکے۔ اور اُسے سب فرقوں اور اہل زبان اور قوموں پر اختیار دیا اور زمین کے وے سب رہنے والے جن کے نام اُس برّہ کے دفتر حیات میں جو دنیا کے شروع سے قتل ہوا لکھے نہیں گئے اُس کی پرستش کرینگے“ (مکاشفات ۱۳: ۵ سے ۸ تک دیکھو)

(۳) اب سوال یہہ ہے کہ کیا کلیسیا اُس مصیبت میں شریک ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو وے مقدس لوگ جو اُس مصیبت کے ایام میں موجود ہونگے کون ہیں؟ جنہوں نے اِس سلسلے کے پہلے ابواب کو غور سے پڑھا ہے وے خوب جانتے ہیں کہ وے کون ہیں۔ مگر چونکہ یہہ مضمون نہایت نتیجہ آور ہے اور شاید کوئی فقط اِسی باب کو پڑھکر کشمکش میں پڑ جاوے ہم پھر اُس نوشتہ کا بیان کرینگے جس میں یہہ مسئلہ پایا جاتا ہے۔ اگر یہہ قبول کر لیا جاوے کہ وقتوں کا بیان جو ہم کرتے ہیں درست اور صحیح ہے تو سب سے پہلے نہایت واضح ہے کہ کلیسیا اِس زمانہ سے پیشتر آسمان پر اُٹھائی جاویگی۔ ہم مکاشفات کے ۱۹ باب میں پڑھتے ہیں کہ ”وہ جانور“ اور ”جھوٹا نبی“ اپنے تمام لشکر سمیت خداوند کے ظہور کے وقت پکڑے اور برباد کئے گئے

(۱۱ سے ۱۰ آیت تک دیکھو) ہم تسلنیقیوں میں دیکھتے ہیں کہ خداوند اُس شریر کو یعنے (مخالف مسیح) کو اپنے آنے کی تجلی سے بھسم کر ڈالیگا۔ پھر تسلنیقیوں کے خط میں ہم کو تعلیم دی جاتی ہے کہ "جب مسیح جو ہماری زندگی ہے ظاہر ہوگا تب تم بھی جلال میں اُس کے ساتھ ظاہر ہو جاؤگے" (قلسیوں ۳: ۴) اُس نوشتہ میں جو ہم اشارہ کر چکے ہیں (مکاشفات ۱۹ باب) یہہ بھی مذکور ہے کہ "آسمانی فوجیں صاف اور سفید اور کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر اُس کے پیچھے ہولیں" (خدا کے کلام کے پیچھے) (۱۴ آیت) ۸ آیت سے ظاہر ہے کہ مہین کتانی لباس مقدسوں کی راستبازی ہے۔ ان دونوں نوشتوں سے روشن ہے کہ مقدس لوگ یعنے (کلیسیا) خداوند یسوع کے ساتھ آویگی۔ پس اس بات کا انکار نہیں ہو سکتا کہ ضرور کلیسیا پیشتر ہی اپنے خداوند کے ساتھ ملاقات کرنے کے واسطے اُٹھائی جاویگی۔

مکاشفات کی کتاب کی ترکیب سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ خداوند یوحنا کو فرماتا ہے "لکھ وے چیزیں جو تو نے دیکھی ہیں اور جو چیزیں ہیں اور جو چیزیں اُن کے بعد وقوع میں آوینگی" (مکاشفات ۱: ۱۹)۔ پہلے باب میں وہ چیزیں ہیں جو اُس نے دیکھیں ۲ اور ۳ ابواب میں وہ چیزیں ہیں جو موجود ہیں یعنے کلیسیائی زمانہ اور باقی کتاب میں اُن باتوں کا ذکر ہے جو کلیسیائی زمانہ کے ختم کے بعد واقع ہونگی۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ فوراً تیسرے باب کے بعد چوبیس بزرگ آسمان میں تختوں پر بیٹھے ہوئے سفید جاموں میں ملبس اور اپنے سروں پر سونے کے تاج دھرے ہوئے نظر آتے ہیں (۴: ۴)۔ یہہ کون ہیں؟ اُن کے تاج اُن کی شاہی اور اُن کی پوشاک اُن کی کہانت کا درجہ اور خاصیت ظاہر کرتی ہیں اور واضح ہے کہ یہہ وے نہیں جن کا ذکر اسی کتاب کے ۷: ۹ میں پایا جاتا ہے۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہہ مقدس لوگ وے ہیں جو اُس بڑی مصیبت کے آغاز سے پیشتر آسمان پر پہنچائے گئے ہیں۔

شاید کوئی سوال کریگا کہ وہ بڑی جماعت جس کو کوئی آدمی شمار نہیں کر سکتا اور جس کا ذکر مکاشفات کے ۷ باب میں مندرج ہے اور جن کی بابت صاف لکھا ہے کہ وے اُس بڑی مصیبت میں سے نکل آئے اور کہ وے کون ہیں۔ اب اگر بزرگوں سے مراد کلیسیا کی ہے جس میں ماضی زمانہ کے مقدس لوگ بھی شامل ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اُس بڑی جماعت سے بھی کلیسیا کی مراد نہیں ہو سکتی۔ واضح ہو کہ بزرگ آسمان میں ہیں اور یہہ نجات یافتہ جماعت زمین پر ہوگی اور اس امتیاز سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بڑی جماعت کون ہے۔ جیسا مذکور ہے وے غیر اقوام میں سے ایک بڑی جماعت ہے جو مصیبت میں سے گذر کر مبارک بادشاہی میں داخل ہوئی ہے اور اس لئے وے مسیح کے ساتھ اُس کی ہزار سالہ بادشاہت کے جلال اور برکتوں میں شریک ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اُس کی بادشاہت میں اُن کو خاص جگہ اور درجہ حاصل ہوگا جیسا کہ لکھا ہے "اسی واسطے خدا کے تخت کے آگے ہیں اور اُس کی ہیکل میں رات دن اُس کی بندگی کرتے اور وہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُن کے درمیان سکونت کریگا۔ وے پھر بھوکے نہ ہونگے اور نہ پیاسے اور وے دھوپ اور گرمی نہ اُٹھاوینگے کیونکہ برہ جو تخت کے بیچوں بیچ ہے اُن کی گلہ بانی کریگا اور انہیں پانیوں کے زندہ چشموں تک پہنچاویگا اور خدا اُن کی آنکھوں سے ہر ایک آنسو پونچھیگا" (مکاشفات ۷: ۵ سے ۱۷ تک)

سوال کا ایک حصہ باقی ہے یعنے وے مقدس جو اس "بڑی مصیبت" میں شریک ہیں کون ہیں۔ جواب وے یہودیوں میں سے خدا کے برگزیدوں کا بقیہ ہیں۔ یہہ بات متی کی انجیل کے ۲۴ باب سے ظاہر ہے۔ ہمارا خداوند اُن کی بابت جو اُس وقت یہودیہ میں ہونگے ذکر کرتا ہے اور اُنکو ہدایت کی کہ وے دعا مانگیں کہ اُن کا بھاگنا سبت کے دن یعنے ساتویں دن نہ ہو (۲۰ آیت) اور خدا ترس عامل شریعت یہودی کے سوا اوروں کے نزدیک اُس ہدایت کے کچھ معنے نہیں ہیں۔ اُن کو اطلاع دی گئی ہے کہ جھوٹے مسیحوں سے ہوشیار رہیں (۲۳، ۲۴ آیات) اور اس اطلاع کے معنے عیسائی لوگ کیا سمجھیں گے کیونکہ وے بخوبی جانتے ہیں کہ مسیح تو خدا کے دہنے ہاتھ پر جا بیٹھا ہے۔ آخر میں ہم کہتے ہیں کہ برگزیدے اُس مصیبت وغیرہ اور مسیح کے ظہور جلیل کے بعد جمع کئے جائیں گے مگر کلیسیا جیسا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مسیح کے ساتھ ظاہر ہوگی۔ اگر ضرور ہی ہوتا تو اس قسم کے نشانات اور بیانات مکاشفات سے ظاہر کئے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بزرگوں کا آسمان پر ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اُس "بڑی مصیبت" کے زمانہ میں کلیسیا زمین پر نہیں ہوگی پس اس بات کی کافی و شافی شہادت مل سکتی ہے کہ وے لوگ خدا ترس یہودی ہیں جو صدرک میسک اور عبدنجو کی مانند اُس مصیبت کی جلتی بھٹی میں جو معمولی آگ سے سات مرتبہ زیادہ تیز جلائی جاتی تھی ڈالے جائیں گے۔ اس بے نظیر مصیبت اور تکلیف کے وقت میں اُن کی آہوں اور اُن کے شوق اور گریہ وزاری کے نشانات و بیانات اکثر زبوروں میں موجود ہیں۔ اس آخری زمانہ کے ایماندار "بتوں سے خدا کی طرف پھرتے کہ خدا کی جو زندہ اور سچا ہے پرستش کریں اور اُس کے بیٹے کی جسے اُس نے مُردوں میں سے جلایا راہ تکیں کہ آسمان پر سے آویگا یعنے یسوع کی جو ہم کو آنے والے غضب سے چھڑاتا ہے" (۱ تسلنیقیوں ۱: ۹، ۱۰ آیات) کیونکہ ہمارا خداوند ایسوں کے حق میں یوں فرماتا ہے "اس لئے کہ تو نے

میرے صبر کی بات کی حفاظت کی ہے میں بھی اُس امتحان کی گھڑی سے جو تمام عالم پر زمین کے رہنے والوں کی آزمایش کے لئے آنی ہے تیری حفاظت کرونگا" (مکاشفات ۳: ۱۰)

مراسلات

بقیہ

دُعا مندرجہ انجیل کی نسبت چند خیالات

دُعا

(۳) تیری بادشاہت آوے (۲)

دانیل ۲: ۴۴ میں لکھا ہے "اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کریگا جو تاابد نیست نہ ہوگی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑیگی وہ ان سب مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کریگی اور وہی تاابد قائم رہیگی" یہ خدا کی بڑی سلطنت تھی نیز وہ شخص کی بڑی سلطنت پر تھا کی بابت جبرائیل فرشتہ نے کہا کہ اُس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی (لوقا ۱: ۳۳) اسی بادشاہت کے لئے یوحنا نے پکار کے کہا کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے" (متی ۳: ۲) اسی بادشاہت کے لئے خداوند نے بھی منادی کی کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی" (متی ۴: ۱۷) جب خداوند نے اپنے شاگردوں کے مقرر کرنے سے زمین پر آسمان کی بادشاہت کی بنیاد قائم کی تو فریسیوں کے جواب میں کہا کہ "خدا کی بادشاہت تمہارے درمیان ہے" (لوقا ۱۷: ۲۱) اس روحانی بادشاہت کا بادشاہ مسیح ہے کیونکہ اُس نے فرمایا کہ "میری بادشاہت اس جہان کی نہیں" (یوحنا ۱۸: ۳۶) اس بادشاہت کے بھیدوں کو مسیح نے تمثیلوں میں بیان کیا جن میں سے اکثر تمثیلیں مسیح کی کلیسیا کی اندرونی و بیرونی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ تو یہ مسیح کی کلیسیا زمین پر ہے اور اس کا بادشاہ یعنی مسیح آسمان پر ہے اور یہ خدا کی بادشاہت روز بروز ترقی پذیر ہے جس کے سامنے دنیا کے کل اختیار ہیچ و ناچیز ہیں۔ پس جب کہ خدا کی بادشاہت زمین پر موجود ہوئی اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ تو ہم کس لئے بجز درخواست کریں کہ تیری بادشاہت آوے۔

(۴) تیری مُراد (مرضی) جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آوے

یسعیاہ ۵۳: ۱۰ میں لکھا ہے کہ "خدا کی مرضی اُس کے ہاتھ کے وسیلے بر آئیگی" یہ خدا کی مرضی یہی تھی کہ کفارہ ہو اور گنہگار بچ جاویں (دیکھو عبرانیوں ۱۰: ۹ و ۱۰) جب خداوند نے خود فرمایا کہ "کیونکہ میں آسمان پر سے اس لئے نہیں اُترا کہ اپنی مرضی پر بلکہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے یہ چاہتا ہے کہ میں اُن میں سے جو اُس نے مجھے دئے ہیں کسی کو نہ کھوؤں بلکہ سب کو آخری دن پھر اُٹھاؤں۔ اور جس نے مجھے بھیجا ہے اُس کی مرضی یہ ہے کہ ہر ایک جو بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لاوے ہمیشہ کی زندگی پاوے اور میں اُسے آخری دن اُٹھاؤں" (یوحنا ۶: ۳۸-۴۰) یہ خدا کی مرضی اُس کی ازلی مرضی ہے جو دنیا کی پیدایش سے پیشتر ٹھہرائی گئی تھی (۱ پطرس ۱: ۲۰) پس جب کہ خدا کی مرضی جیسے آسمان پر ہے زمین پر بھی آگئی یعنی ظاہر ہو گئی۔ تو اب خدا کی اور کونسی مرضی کے زمین پر آنے یعنی اُس کے ظاہر ہونے کے لئے اُس سے درخواست کریں۔ مگر ہاں اُس کو ظاہر کرنا بیشک ہمارا مسیحی فرض ہے تاکہ غیر لوگ اُس کو سمجھیں اور قبول کریں۔

(۵) ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے

یہ تو ظاہر ہے کہ خداوند کے شاگرد باوجود اس کی تعلیم کو سنتے اور اُس کے معجزوں کو دیکھتے تھے مگر پھر بھی ایمان میں کمزور اور سستی میں نادان تھے (مرقس ۸: ۱۴-۲۱) ایسا کہ ابھی تک بہت کچھ اُن میں دنیاوی خیالات بھرے ہوئے تھے جس سبب خداوند نے اُن کو اُن کی سمجھ کے موافق اس دعا کو سکھلایا۔ حالانکہ خدا کا کلام صاف فرماتا ہے کہ "شیر کے بچے حاجتمند ہوتے اور بھوکے رہتے ہیں پر جو خداوند کے طالب ہیں انہیں کسی نعمت کی کمی نہیں" (زبور ۳۴: ۱۰) "سبھوں کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں اور تو انہیں وقت پر روزی دیتا ہے۔ تو اپنی مٹھی کھولتا ہے اور ہر ایک جاندار کا پیٹ بھرتا ہے" (زبور ۱۴۵: ۱۵-۱۶) اسی طرح خداوند نے بھی تعلیم دی ہے کہ ہم اس فانی خوراک و پوشاک کی زیادہ فکر نہ کریں جو خداوند ہر ایک کو خود دیا کرتا ہے (متی ۶: ۲۵-۳۴) اور ایسا ہی یوحنا ۶: ۲۶-۲۷ میں اُس نے فرمایا کہ "یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم مجھے ڈھونڈتے ہو اس لئے نہیں کہ تم نے معجزے دیکھے بلکہ اس لئے کہ تم روٹیاں کھا کے سیر ہوئے۔ فانی خوراک کے لئے نہیں بلکہ اُس کھانے کے لئے محنت کرو جو ہمیشہ کی زندگی تک ٹھہرتا ہے جسے ابن آدم تمہیں دیگا کیونکہ باپ نے جو خدا ہے اُس پر مہر کر دی ہے"

کھانا جو ہمیں ہمیشہ کی زندگی تک پہنچتا ہے۔ خدا کا کلام یعنے یسوع مسیح ہے (یوحنا ۱: ۱)۔ جو فرماتا ہے کہ "میں زندگی کی روٹی ہوں" (یوحنا ۶: ۳۵، ۴۸)۔ پس جب کہ خدا کے فضل سے ہم کو ہمیشہ زندگی کی روٹی بھی مل گئی تو ہمیں جسمانی روٹی کی کیا فکر ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے ہم اپنی دعاؤں میں بار بار اُس سے درخواست کریں۔ مگر ہمیں چاہئے کہ نہ صرف اپنی روزینہ روٹی کے واسطے بلکہ خصوصاً ہمیشہ کی زندگی کی روٹی کے واسطے بدل سے خدا کا شکر بجا لائیں۔

(۶) "ہمارے گناہوں کو بخش کیونکہ ہم بھی ہر ایک کو جو ہمارا قرضدار ہے بخشتے ہیں"؟

بیشک ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو اُن کی دعا میں یہہ جملہ سکھایا جس میں گناہوں کی بخشش ایک شرط پر ظاہر ہوتی ہے اور ایسا ہی (متی ۶: ۱۴-۱۵، مرقس ۱۱: ۲۵-۲۶، لوقا ۶: ۳۷) میں بھی مذکور ہے۔ مگر یہہ سب تعلیم کفارے سے پیشتر کی تعلیم ہے۔ جیسا یہودی اپنے نیک اعمال پر اپنے گناہوں کی بخشش کا خیال کرتے تھے۔ ویسا ہی خداوند کے شاگرد بھی۔ کیونکہ اس وقت تک وہ ایمان میں کمزور اور کفارے کی حقیقت سے محض ناواقف تھے (مرقس ۹: ۳۲)۔ مگر جب کفارہ عمل میں آچکا اور خداوند مرکر زندہ ہوا۔ تو اُنہوں نے بخوبی جان لیا کہ انسان اپنے کسی نیک عمل سے خدا کے حضور راستباز ٹھہر نہیں سکتا (روم ۳: ۲۰، ۲۸)۔ پس "جو انسان کی کمزوری کے سبب اُس سے نہ ہو سکا" سو خدا نے کیا۔ کیونکہ اُس نے اپنے بیٹے کو گنہگار جسم کی صورت میں بھیجکر گناہ پر جسم میں سزا کا حکم کیا (روم ۸: ۳)۔ تاکہ ہر انسان اُس پر ایمان لانے سے اپنے گناہوں کی معافی پاکر اُس کے حضور مفت راستباز اور پاک ٹھہرے جسکا ثبوت بکثرت کلام خدا میں موجود ہے۔ جس میں سے چند آیات درج ذیل ہیں۔ غور سے دیکھی جاویں۔

(۱) مسیحیوں کے گناہ معاف ہوئے۔ قلسی ۱: ۱۴ و ۲: ۱۳-۱۴۔ یوحنا ۲: ۱۲۔

(۲) وہ مسیح کے وسیلے راستباز ٹھہرائے گئے روم ۳: ۲۴ و ۵: ۱-۲۔ قرن ۶: ۱۱۔

(۳) وہ مسیح کے وسیلے پاک اور مقدس ہوئے۔ یوحنا ۱۵: ۳-۱۔ قرن ۶: ۱۱۔ عبران ۱۰: ۱۰۔

(۴) وہ مسیح کی قربانی کے ذریعہ کامل ہوئے۔ (عبران ۱۰: ۱۴)۔ یہہ روحانی کاملیت ہے نہ جسمانی دیکھو گلاتیوں ۳: ۳۔ و رومیوں ۸: ۲-۹۔

(۵) وہ سزا کے حکم سے آزاد ہوئے۔ یوحنا ۳: ۱۸ و ۵: ۲۴۔ دیکھو نمبر ۲۔ "تیرے نام کی تقدیس ہو"۔

(۶) وہ خداوند کے فرزند۔ اُس کے پیارے چنے ہوئے خاص لوگ اور بادشاہی کاہنوں کا فرقہ ٹھہرائے گئے وغیرہ وغیرہ۔ تسلونیقیوں ۵: ۵۔ گلاتیوں ۳: ۲۶۔ رومیوں ۸: ۱۷-۱۔ پطرس ۲: ۹۔

پس اب کون ہے کہ ان فضیلتوں کو مسیح کے وسیلے مفت پاکر اپنے کسی نیک کام سے اُن کو حاصل کرنے کا خیال کر سکتا ہے۔ اور اگر ایسا کرے تو وہ مسیح کے جی اُٹھنے کا منکر ہے (۱ قرن ۱۵: ۱۴)۔ کیونکہ مسیح نے ہم کو شریعت کے تحت سے بالکل چھڑا دیا (گلاتی ۳: ۱۳ - ۴: ۵)۔ بلکہ اُس نے حکموں کا دستاویز جو ہمارا مخالف تھا ہماری بابت مٹا ڈالا اور اُس کو بیچ میں سے اُٹھا کے صلیب پر کیلیں جڑیں (قلسی ۲: ۱۴)۔ پس اب یہہ کہنا کہ ہمارے گناہوں کو بخش کیونکہ ہم بھی جو ہمارا قرضدار ہے بخشتے ہیں۔ مسیحیوں کو اپنی دعاؤں میں کس طرح ضروری ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا نے مسیحیوں کو مسیح کے لئے بخشا ہے۔ یعنی جس طرح خدا نے ہم کو مسیح کے لئے بخشا ہے اُسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کو بخشیں (افس ۴: ۳۲)۔ ورنہ خدا بھی ہمارے ہونٹھوں کی قربانی کے کلموں کو قبول نہ کریگا۔ متی ۵: ۲۳ سے ۲۴۔

بیشک بعض لوگ اِس جملہ میں روزینہ خطاؤں یا قصوروں کی معافی کی کوئی غرض خیال کرتے ہیں۔ مگر یہہ بھی اُن کی غلط فہمی ہے کیونکہ رسول فرماتا ہے کہ اے میرے بچو میں یہہ باتیں تمہیں لکھتا ہوں تاکہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو یسوع مسیح جو صادق ہے باپ کے پاس ہمارا شفیع ہے (۱ یوحنا ۲: ۱)۔ سب باتوں کو آزماؤ بہتر کو اختیار کرو۔

آخری التماس

یہہ ہے کہ اگر راقم نے اِن چند سطروں کی تحریر میں کلام خدا کے موافق سمجھنے میں کچھ غلطی کی ہو۔ اور جو صاحب اس کو کلام خدا کے موافق ثابت کر دیں گے تو راقم اُن کا کمال ممنون اور مشکور ہوگا۔ البتہ جیسے آپ نے انجیلیہ کی کلیسیا کے ثبوتی سوال و جواب کی کتاب میں اس دعا کے جملوں کا ثبوت کلام خدا سے کچھ دیا گیا ہے جو ذیل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین اس کے ثبوتوں کو کلام خدا میں غور سے مقابل کر کے خود سمجھ لیں۔ کہ ہر درخواست کا ثبوت کہاں تک کلام خدا سے کافی ثبوت ہے یا نہیں چنانچہ

۱۔ اے میرے باپ جو آسمان پر ہے۔
ثبوت۔ متی ۶: ۱۱۔ بیشک مسیح نے خدا کو آسمانی باپ اس آیت میں کہا۔ مگر اس کا بیان نمبر اول میں دیکھو۔

ب۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔
ثبوت۔ ۱ پطرس ۴: ۱۱۔ متی ۵: ۱۶۔

۱-قرن ۱۰: ۱۱-۱۴-۲قرن ۱۴: ۱۵-فلپ ۲: ۱۰-۱۱-

ان آیتوں میں صرف خدا کے جلال کا ذکر ہے۔ اُس کی تحلیل کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ دیکھو نمبر ۲۔

ج ۲۔ تیری بادشاہت آوے۔

ثبوت-لوقا ۱۷: ۲۰-۲۱-۱۶: ۱۴-۱۲-۲۱-متی ۶: ۳-

روم ۱۴: ۱۷-دانیل ۲: ۴۴-حبق ۲: ۱۴-

ان آیتوں میں خدا کی بادشاہت کے فوراً آنے کا ذکر ہے۔ مگر یہ نہیں ثابت کیا گیا کہ وہ آگئی۔ دیکھو نمبر ۳۔

د۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی پوری ہووے۔

ثبوت-متی ۱۰: ۲۰-لوقا ۲۰: ۲۴-متی ۲۶: ۵-

ان آیتوں میں صرف خدا کی مرضی بجا لانے کا ذکر ہے۔ مگر اُس درخواست کا مطلق ذکر نہیں۔ دیکھو نمبر ۴۔

ہ۔ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے۔

ثبوت-متی ۶: ۲۷-زبور ۳۴: ۱۰-۱۴۵: ۱۵-۱۶-

افسی ۴: ۲۸-

ان آیتوں میں صرف خدا کی پروردگاری کا ذکر ہے مگر آخر آیت میں وہ بھی نہیں۔ دیکھو نمبر ۵۔

و۔ ہمارے گناہوں کو بخش کیونکہ ہم بھی ہر ایک کو جو ہمارا قرضدار ہے بخشتے ہیں۔

ثبوت-متی ۶: ۱۴-۱۵-لوقا ۷: ۴۷-اس کی بحث دیکھو نمبر ۱۔

الراقــــــــــم

بہادر مسیح-از امرتسر

"آواز"

تواریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے انجیل ایسا بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ مسیحیت کی یہ آواز ایشیا ہی کی آواز ہے کسی غیر ملک سے یہ صدا نہ آئی بلکہ یہ ایشیا کی ایک چھوٹی بستی ناصرت سے نکلی جو اب تمام دنیا پر حاوی ہے۔ ہاں تو یہ آواز دنیا کے ابتدا سے ہی آئی مگر اس آواز کا نشوونما اور زور و شور اور اُس کی خوبصورتی و تعلیم و تحقیق وغیرہ سب خوبیوں کے چشمہ مدبر اور کامل انجیل یسوع مسیح کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کی گئی اب بھی وہ آواز سادہ معنوں میں جیسے فلاسفروں ایسے جاہلوں کے سامنے ہے اور آج تک جو تسلیم دنیا نے اس سے حاصل کی وہ حقیقتاً اس کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ جن ملکوں میں آپ ان دنوں ترقی دیکھتے مثلاً سائنس (علم جدید) اور لٹریچر (علم ادب) تاربرقی، دُخانی انجن ریل کے انجن، اور ریل کی سڑکیں۔ فوٹوگراف۔ پوٹوگراف۔ ٹیلیگراف وغیرہ وغیرہ سب اُن ہی ملکوں میں ایجاد ہوئے جنہوں نے اس آواز کو سُنا اور خوشی تسلیم اپنے آپ کو اس آواز مسیحیت کے سپرد کیا۔ اور اس کے سر مسیح کی پیروی میں۔ تن من۔ دھن۔ دیا اور دیتے ہیں مگر وہ جنہوں نے اس وقت تک بھی اس آواز کی پیروی نہیں کی وہ جلد آویں اور اس آواز مسیحیت کے شنوا ہو ویں۔

یہ آواز مختلف اوقات میں مختلف روحانی منادوں۔ نبیوں۔ رسولوں۔ خادم الدینوں۔ نقیبوں۔ امیروں۔ حاکموں کی معرفت خلق خدا کو سُنا دی گئی اور تا آخر قیامت بھی ایسے ہی سُنائی جاویگی کہ کسی کا عذر نہ رہے کہ میں نے اس آواز کو نہ سُنا نہ مجھے کسی نے کہا کہ یہ وہی آواز ہے مبارک ربنا المسیح نے آسمان پر جاتے ہوئے اپنے صلیبی شاگردوں کو یہ ارشاد فرمایا کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ۔ بیٹا اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور انہیں سکھاؤ کہ اُن سب باتوں پر جن کا میں نے تم کو حکم دیا عمل کریں متی ۲۸: ۱۹-۲۰ آیات۔ اس حکم کی تعمیل کو پورا کرنے کے لئے اُس کے خادم تمام قوموں میں یہاں زمین کی حدوں تک اس انجیل بشارت کی آواز کو سُنانے کو پھرے اور سینکڑوں مصیبتیں برداشت کرتے تاکہ لوگ بچ جاویں اور ظاہری کلیسیا اور روحانی کلیسیا کی شمولیت حاصل کریں۔ اے پیاری غیر قوموں خداوند کے قول کو یاد کرو "وہ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے ہمیشہ کے پیار سے پیار کیا یرمیاہ ۳۱: ۳ آیت۔ یہ اُن لوگوں کے واسطے آواز ہے جو کہ اُس کی پیروی کرتے اور اپنے آپ کو اُس کی مرضی کے تابع کرتے ہیں گویا ایک طرح اُس میں پیوستہ ہو کر ایسے مگن ہوتے کہ کسی اور کو نہ تو اپنا ہمدرد نہ مونس و غمخوار سمجھتے نہ ہی تنگی و مصیبت کے وقت کسی کے پاس سوائے اُس کے جاتے ہیں۔

خداوند خود انجیل کی یہ آواز اول ہی سے ہر ایک نوع انسان کے لئے ہے اور یہی وہ آواز تمام انسان کے لئے ایک نہایت پاک تفریح ہے وہ دل کو نہایت درجہ کی زندگی بخشتی ہے اُس کی حرکت کے بغیر بڑے بڑے عالم و فضلا بعض بڑے بڑے مدبر بے تدبیر محض صناعی کے عجیب نمونے اور تجربہ دکھائی دیتے ہیں جن سے کوئی عملی فائدہ دوسروں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور صرف اپنی لیاقت و طاقت و علم کا اُن کو فخر ہے اور کچھ نہیں۔

جو اس آواز کے شنوا ہوتے وہ حقیقی راحت پاتے ہیں جو ہمارے بچانے والے نجات دہندہ یسوع مسیح کے ظہور سے ظاہر ہوئی جس نے موت کو نیست کیا زندگی و بقا کو انجیل سے روشن کر دیا۔ ۲-تمطاؤس ۱: ۱۰ مگر وہ جو اندھیرے کی وادی میں گھومتے اور اپنے مذہبی خیالات کو زمانہ کی رفتار۔ طرز و طریق کے مطابق بناتے۔ اپنی مذہبی کتاب سے عجیب عجیب تاویلیں بیان کرتے ہیں اُن کو راست راہ و شاہراہ پر سلامت سے چلنے اس آواز کو پڑھتے ہوئے شاید بعض کے خیالات میں شک پیدا

ہوتے ہونگے کہ یہہ ساری باتیں اس آواز کے متعلق درست معلوم نہیں ہوتیں۔ مہربان معزز۔ منصف مزاج پڑھنے والے ممکن ہی کہ شکوک پیدا ہوں اور دل پر انکا تسلط کریں مگر یاد رکھئے شکوک کا اُس وقت زیادہ زور ہوتا ہی جب کہ کسی امر کی نسبت ہمارا علم صاف اور صحیح نہیں ہوتا پر یہہ آواز جو سادہ مسیحیت کے لباس میں پیش کی جاتی ہی اور ساتھہ ہی کہا جاتا ہی کہ آج اپنے دلوں کو سخت نہ کرو بلکہ یہہ آواز سُنو اور اُس کو قبول کرو اور اپنے آپ کو اُس کے تسلیم مطلق کرو شکوک کے اعتدال میں رکھنے کا اس سے بہتر کوئی طریق نہیں کہ ادھر تو اُن کا صحیح ہونا ممکن سمجھا جائے اور اُدھر اُن کو غلط ماننا بھی جائز رکھا جائے۔ کیونکہ انسان کو شکوک سے وہیں تک کام لینا چاہئے جہاں تک کہ اس بات کی تحقیق بندی مقتضی ہو کہ اس کے صحیح نکلنے کی صورت میں اُسے نقصان نہ پہنچے جو شکوک انسان کا دل خود سوچتا ہی۔ وہ محض کمسیوں کی بھنبھناہٹ ہی مگر جو حکمت عمل سے اُبھارے جاتے ہیں اور دماغ میں ڈالے جاتے ہیں وہ خیال کا حکم رکھتے ہیں فی الواقع شکوک کے گھنے جنگل میں راستہ صاف کرنیکا عمدہ طریق یہہ ہی کہ جس پر شک ہو اور جس چیز یا بات کا شک ہو اُس کے مدعی پر انہیں بیکلطور پر ظاہر کیا جائے تب اُس سے اُن کی حقیقت صاف کھل جاویگی اور اگر معاملہ درست ہو تو آئندہ شک کی وجہہ پیدا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہی پر یہہ تو وہ لوگ اپنے لئے قانون ٹھہراتے جو محقق اور جنہوں نے اس آواز کو اپنے دل کی کوٹھری میں جگہہ دینی ہو۔ بھلا دشمن و کینہ ور۔ خود پرست۔ بد طینت گروہ اس عمدہ قانون کو کب مانتے وہ یہہ خیال کرتے کہ جب ایک دفعہ دیکھا گیا کہ اس کی یا اُس کی نسبت کچھ شک ہی تو کبھی بھی راستی اختیار نہیں کرتے اور نہ ہی اس راست آواز کے شنوا ہوتے بلکہ جتنا ہو سکے اس سے گریز کرتے ہیں۔ یہہ امر ماننے کے قابل ہی کہ جو چیز کہ طبیعت کے موافق نہ ہو اُس کا استعمال کرنا نامناسب بلکہ ترک کرنا ایک حکمت ہی۔ لیکن یہہ کہنا اطمینان کے قابل نہیں کہ جس چیز سے ظاہرا مضرت نہیں پہنچتی اُسکا استعمال جاری رکھنا روا ہی کیونکہ شروع میں طبیعت میں زور ہوتا ہی اور اُس وقت انسان کئی بے اعتدالیاں کرگزرتا ہی جن کی سزا بڑھاپے میں بھگتنی پڑتی ہی سو زمانے کی روش کا خیال نہ رہنے اور جوانی سے خدا کو ڈھونڈو اور اس آواز کے مطیع ہو ورنہ باغیوں میں شمار ہوکر کچلے جاؤ گے اور نام و نشان بھی نہ رہیگا۔ یہہ مت سمجھو کہ مذہبی جوش کی زیادتی بڑھاپے میں آ کر برابر جاری رہ سکتی ہی زمانہ سے دعوت جنگ محال ہی احتیاط کرو اور اپنے کو اس آواز کے زیر آنے دو تاکہ یہہ تمہارا حافظ و نگہبان ہو۔ خوف رہے کہ نوجوانی کے جوش پشیمانی کے بیچ کو کھیت ہی سو میری التماس بہ ادب و انکسار کے ساتھہ غیر اقوام سے یہہ ہی کہ آج کل آپ جو اشتہاری مذہب کی آواز کو سنتے اور ان کے رسالہ جات مطالعہ کرتے ہو ذرا غور سے اُن کی نسبت رائے دیجیئے اور آپ میں سے بعض اُن پر الزام لگاتے بعض اُن میں سے کچھہ نہ کچھہ کالا اور ہی ڈھب پر مذہبی آواز کو بدلتے اور بعض اتحاد قومی یا اتحاد دینی نوع انسان کے دماغ میں پہنچاتے اور کہتے کہ یہہ سچی آواز شانتی۔ سلامتی۔ صلح کل ابدی نجات ہمیشہ کی راحت والی ہی ادھر آؤ آؤ۔ غرض کہ ہر ایک اپنی اپنی دکانوں کا سودا لگا کر خوب للکارتا ہی کہ دیکھکر لینا۔ جانچ و پرکھو۔ بیشبہا دانیں ملاحظہ کرو۔ گو ایسا ہے تو جس طرح ہو سکے اپنی دکان سے اور کسی دوسرے کی دکان پر جانے نہیں دیتا۔ پر تو بھی اس بڑی بازاری رونق اور آوازوں کے شور کے علاوہ ایک چھوٹی سی دکان بنام **مسیحیت** سے ایک بڑی شیریں اور میٹھی آواز آتی ہی جو ۱۹۰۰ برس ہوئے جب سے شروع ہوئی جس پر لوگوں نے ہزارہا الزامات لگانے اور دشمنی کرنے کے بعد بھی بری پایا اور شہادتوں کے ذریعہ سے اپنے کُل معاملات میں موجب راحت۔ سچائی کا مخرج ثابت کیا اور اسی دکان کی آواز کی طرف جو آیا شفایاب ہوکر اپنی کُل صحت پا ابدی نجات کا وارث ہوکر اپنی امیدوں کو پورا کرکے گیا۔ میں بھی اسی کی طرف سے ہوکر آپ کو اس دکان سے سودا دلانے یا لینے کو عرض کرتا ہوں آپ سوچکر خرید و فروخت کریں اور اپنے آپ کو اشتہاری مذہب کی آواز سے بچائے اور اس مسیحیت کی آواز کو ذرا کان لگا کر سنئے جو کہ ہردم نئے نئے تازہ سودا دینے کی آواز دیتی ہی کہ آؤ میں نے مفت پایا مفت دو۔ کاشکہ لوگ اس آواز کے شنوا ہوکر فضل کے وارث ہوں۔

الراقم

بی۔ اے۔ بخش بھیرہ۔ پنجاب

شوہر کے فرائض

شوہر گھر کا مالک ہی۔ تھوڑی سی ملکیت کا راجہ ہی اس لئے شوہر کے بڑے بڑے فرائض ہیں۔ اگر راجہ خود غرض ہو اور اپنی ہی مرضی پر چلتا ہو تو جیسی کہ رعایا کو تکلیف ہوتی ہی ویسے ہی اگر خاندان کا سر اپنی ہی مرضی کرتا رہے تو خاندان کی مصیبت کی کچھہ انتہا نہیں رہتی۔ اس لئے شوہر کو بڑی احتیاط سے چلنا پڑتا ہی اور اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے اُس کو حسب ضرورت نیک اوصاف حاصل کرنے پڑتے ہیں۔

خاوند کا پہلا فرض یہہ ہی کہ اپنی بیوی کو پناہ دیوے کیونکہ اس دنیا میں سوائے خاوند کے بیوی کا اور کوئی نہیں ہی۔ شادی کے روز اُس نے اپنے باپ کے گھر کو

چھوڑا ہے۔ وہ تم کے ساتھ اب نہ پناہ دینے والے اور پرورش کرنے والے والدین سے جدا ہوئی ہے۔ اُس نے اپنے پیارے بہن بھائیوں کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ کسی بیکس کی طرح شادی کے مذبح کے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ اب اُس کو کون پناہ دیگا۔ پیچھے باپ کے گھر میں بھی اُس کے لئے اب کوئی جگہ نہیں۔ اس کے لئے اب اس گھر کے دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہیں۔ وہ اب شادی کے مذبح کے سامنے پناہ مانگ رہی ہے۔ وہ اپنے دونوں ملائم بازوؤں کو پھیلا کر بیل کی طرح پناہ کے درخت کو پکڑنا چاہتی ہے۔ وہ اپنی امید والی آنسو بھری آنکھ سے تمہاری طرف تک رہی اور کہہ رہی ہے کہ "پناہ کی پاکیزہ حالت میں تمہارے ساتھ زندگی گذارونگی۔ میں آج سے آگے کو خوشی میں اور رنج میں تنگی [illegible] فراخت میں۔ بیماری اور تندرستی میں بہرحال تمہیں پیار کرونگی۔ تمہاری عزت اور خبرگیری کرونگی۔ میں تمہارے تابع ہونگی اور میں تمہارے ساتھ رہونگی۔ اور جب تک موت ہم کو جُدا نہ کرے تم کو ہرگز نہ چھوڑونگی۔" اے خاوند کیا تم اپنے قوی بازوؤں کو پھیلا کر اس سُنہری بیل کو اُٹھا نہیں لوگے اور اُس کو پناہ نہیں دوگے۔

پناہ دینا خاوند کا فرض ہے۔ جو شخص بیوی کو گھر میں لا کر اُس پر ظلم اور اُس سے بدسلوکی کرتا ہے اُس کے برابر بُرا خاوند اور کوئی نہیں ہے۔ اُس کے لئے خاوند کا نام بھی نامناسب ہے۔ جو راجہ اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے وہ بھی اچھا راجہ شمار نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ راجہ کا فرض ہے کہ اپنی رعایا کو پناہ دے اور پرورش کرے ویسا ہی حقیقی خاوند کا بھی فرض ہے کہ اپنی بیوی کو پناہ دے اور اُس کی محبت سے پرورش کرے اور اُس کے دکھ سُکھ میں اُس کی حفاظت کرے۔

تم یہی بیوی کے خاوند اور مالک ہو۔ لیکن اِس لئے یہ خیال نہ کرو کہ جیسا جی چاہے ویسا سلوک اُس سے کرو۔ وہ تمہاری باندی نہیں ہے بلکہ بیوی ہے۔ بیشک تم اُس کو کھانے پہننے کو دیتے ہو لیکن وہ اُس کے عوض میں جو تم کو دیتی ہے سو وہ چیز ایک دنیوی چیز نہیں ہے۔ تمہاری بیوی تمہارے گھر میں ایک خوشبودار آسمانی پھول ہے۔ اُس کی محبت تمہارے گھر کو ایک آسمانی خوشبو سے معطر کرتی ہے۔ اُس کی ذرا سی مسکراہٹ تمہارے دل کی پہاڑ جیسی اداسی کو ایک پل میں ہٹا دیتی ہے۔ کیا تم اُس کی بے خود محبت کو روٹی کے دو ٹکڑوں کے برابر سمجھتے ہو۔ کیا باندی کبھی اپنے آپ کو اِس طرح سے تمہارے اوپر قربان کر سکتی ہے۔ باندی کا مقام پاؤں ہے لیکن بیوی کو دل میں جگہ ملتی ہے۔ جو شخص دل کی چیز کو ٹکڑوں کے پیچھے روندتا ہے اُس کے برابر کون ناکس در صورت انسان ہوگا۔ بندر کے گلے میں موتیوں کا ہار نہیں سجتا۔

بیوی کو پناہ دیکر اُس کی تمام حاجتیں رفع کرنی چاہئیں۔ بعض خاوند اپنی بیویوں کی حاجتوں کو دیکھ کر بھی چپ کر جاتے ہیں۔ بعض خاوند اس معاملہ میں بالکل لاپرواہ ہیں۔ ہم اس دنیا میں باغ عدن کے باشندے نہیں ہیں کہ صرف ہاتھ بڑھانے ہی سے ہم کو لذیذ پھل مل جاویں اور ہم کھالیں۔ آدم اور حوا کی طرح بغیر کپڑوں کے بھی ہمارا گذارا نہیں ہوتا ہے۔ اِس لئے جب تک ہم کو اِس دنیا میں رہنا ہے اُس وقت تک ہم کو کھانے پہننے کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر تم اپنی بیوی کو اِس خیال سے گھر میں لائے ہو کہ نہ تو وہ کچھ کھائے اور نہ پہنے تو تم نے ظاہراً بڑی بھاری غلطی کی ہے۔ تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر گھر میں کھانے پہننے کی تنگی ہو تو آخر محبت بھی خشک ہو جاتی ہے۔ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اگر تمہاری بیوی کو اسکی مرضی کے موافق کھانے پہننے کو نہ ملے اور وہ گھر کے گوشہ میں بیٹھکر اپنی قسمت کو روتی رہے اور تمکو بھی لعنت دیتی رہے۔ اُسکو اُسکی مرضی کے موافق کھانے پہننے کو دینا بھی تمہارا فرض ہے اور اُس فرض کو پہلے ہی سے سوچ سمجھکر تم نے اُس سے شادی کی ہے۔ اسلئے اگر تم اپنی بیوی کو اچھی طرح پرورش نہیں کرتے تو تم یہ خیال نہ کرو کہ تم اپنا فرض ادا کر رہے ہو۔

خاوند کا دوسرا فرض یہ ہے کہ اپنی بیوی کی راہ نمائی کرے۔ کیونکہ بیوی تمہاری ہم ایمان اور ہم اعمال ہے۔ بیوی کو اپنے ایمان اور اعمال کے راہ پر چلانا تمہارا فرض ہے۔ اگر بیوی تمہارے ایمان اور اعمال کے راہ پر تمہاری پیروی نہ کرے تو تم زندگی میں خوش نہ ہو سکوگے۔ بعض خاوند بیویوں کو صرف دنیوی معاملوں میں اپنا ساتھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن زندگی کے اعلیٰ معاملوں میں اُن کو دخل نہیں دینے دیتے وے خیال کرتے ہیں کہ عورت آخر عورت ہی ہے۔ وے اُن کے عالم خیالات و عالم اعمال میں دخل دینے کے لائق نہیں ہیں۔ اُن آدمیوں کی شادیوں کو ہم کامل شادیاں نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اُن کی شادیوں کا مقصد دنیوی عیش و عشرت ہے۔ اُن کی شادیاں حیوانوں کی شادیوں سے کسیقدر اعلیٰ ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہماری شادیوں کا نمونہ نہیں ہو سکتیں۔

حتی الوسع بیوی کو اپنے اعمال اور خیالات کا ساتھی بنانا چاہئے۔ لیکن یہ امر بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ہم بیویوں کے پاس سے اکثر ناامید ہو کر لوٹتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ فلاں فلاں باتیں اُن کے پاس بیان کریں فلاں معاملوں میں اُن کی صلاح لیں۔ اور فلاں خیر معاملات میں اُن کی مدد لیں۔ لیکن ہمیں ناامید ہو کر واپس آنا پڑتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُن کے دل کا دروازہ ایسا بند ہے کہ کھل نہیں سکتا۔ ہم جس عالم کی بات اُن کے پاس کہنا چاہتے ہیں۔ گویا انہوں نے

دینی خبریں

۲۷ سے ۲۹ اکتوبر تک آگرہ میں سنڈے سکول کی سالیانہ کنونشن ہوگی۔ امید کہ پادری برجیس جو ہندوستان کے جنرل سکریٹری ہیں اور کئی اور صاحبان جو سنڈے سکول کے متعلق کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں تشریف لا رہیں گے۔

میتھوڈسٹ مشن کے مشہور بشپ تھوبرن صاحب کا ارادہ ہے کہ ۱۵ اکتوبر سے ۱۷ دسمبر تک ساؤتھ انڈیا اور نارتھ ویسٹرن انڈیا کانفرنسوں میں کام کرتے رہیں اور اگر ہو سکے تو ہر ایک ڈسٹرکٹ کانفرنس میں شریک ہو کر اُن کے سب کام کو جانچیں۔

سُنتے ہیں کہ پادری باس صاحب جو گذشتہ سال امریکہ سے تشریف لائے تھے کلکتہ میں آنجہ کالج کے پریسیڈنٹ کا کام کرینگے۔

سیوہارا میں غیر قوموں کے پاس ۲۷۰ جلدیں خدا کے کلام کی ہیں جن کو اکثر وہ پڑھتے ہیں اور بیاس صاحبوں نے دستخط کئے ہیں کہ ندہبا لوگوں سے بہت بہتر ہو گئے۔

امریکن بائبل سوسائٹی ریورنڈ ڈاکٹر جے آر ہائیکس کو جو چین میں ایجنٹ ہیں منیلا کو بھیجنے والی ہے کہ وہاں انجیل پھیلانے کا انتظام کریں۔ اُس نے پورٹوریکو اور کیوبا میں بھی بائبل کا کام جاری کرنے کا تصفیہ کر لیا ہے۔

آیندہ سال ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو وایٹ صاحب لندن کے مختلف حصوں میں بائبل سٹڈی پر اس طرح کے لیکچر دینگے جیسا کہ اُنہوں نے لاہور کی کنونشن کے موقعے پر دیے تھے۔

حال میں ایک جلسے کا جو لندن میں منعقد ہوا حال معلوم کرکے ظاہر ہوا کہ انگلستان کے بڑے بڑے لوگ بھی مشن کے کام کی طرف توجہ کرنے لگے ہیں۔

ذیل کے نقشے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں سنڈے سکول کے کام میں کیسی ترقی ہوئی ہے۔

سال	سکول	اُستاد	طالبعلم	تعداد اُستاد و طالبعلم
۱۸۹۱	۴۷۰۸	۸۹۱۰	۱۵۲۰۰۲	۱۶۰۹۱۲
۱۸۹۲	۵۵۴۸	۱۰۶۱۵	۱۹۷۸۶۴	۲۰۸۴۷۹
۱۸۹۳	۳۱۸۲	۵۰۰۰	۱۲۵۳۴۷	۱۳۰۳۴۷
۱۸۹۴	۴۹۵۷	۹۵۵۸	۱۶۳۰۸۲	۱۷۲۶۴۰
۱۸۹۵	۴۸۴۹	۷۲۴۰	۱۳۲۷۱۰	۱۳۹۹۵۰
۱۸۹۶	۵۳۲۵	۸۳۴۶	۱۹۴۴۷۴	۲۰۲۸۲۰
۱۸۹۷	۵۵۳۸	۷۱۹۲	۲۵۰۹۷۹	۲۵۸۱۷۱

۱۸۹۱ء کی نسبت ۱۸۹۷ء میں اُستادوں اور طالب علموں میں ۹۷۲۵۹ کی ترقی ہے۔

مدراس کی کرسچن ایسوسی ایشن نے ارادہ کیا ہے کہ مدراس میں ہندوستانی مسیحیوں کے لئے تعلیم پانے کی سہولیت کے لئے ہوسٹل تیار کیا جاوے جس کے لئے بیس ہزار روپے کے خرچ کا اندازہ کیا گیا ہے۔ لیکن باقاعدہ اپیل جاری کرنے سے پہلے اُس صوبے کے ہندوستانی مسیحیوں سے صلاح پوچھی گئی ہے ہم معلوم کرکے بہت خوش ہوئے ہیں کہ مدراس کے کرسچن ایسوسی ایشن ہندوستانی مسیحیوں کے فائدے کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے چنانچہ پچھلے سال تجویزیں کی گئیں تھیں۔

(۱) کرسچن جوبلی مینڈل مقرر کیا جاوے۔

(۲) قحط زدوں میں کام کرنے کے لئے پنڈتہ رماں بائی کو مدد دیجاوے۔

شکر کی بات ہے کہ دونوں تجویزوں میں خاطرخواہ کامیابی ہوئی ہے۔

ہم کو یقین ہے کہ مدراس کرسچن ایسوسی ایشن اپنی اس تجویز میں بھی کامیاب ہوگی۔ ہم بہت چاہتے ہیں کہ پنجاب میں بھی اس قسم کی ایسوسی ایشن قایم کیجاوے افسوس ہے کہ اب تک جو ایسوسی ایشن ہندوستانی مسیحیوں کی تعلیم کے فائدے کے واسطے جاری ہے اگرچہ اُس نے کئی ہندوستانی مسیحیوں کی مدد کی ہے مگر خاطرخواہ اور باقاعدہ طور پر کام نہ کرنے کے سبب سے اُن میں نہ تو ترقی ہی نظر آتی ہے اور نہ ہی وہ جنہوں نے اس ایسوسی ایشن سے مدد پائی ہے شاید سوائے کسی کسی کے ایسوسی ایشن کو چندے سے مدد دیکر اپنی شکرگذاری کو ظاہر کرتے ہیں۔

کلکتہ میں میتھوڈسٹ مشن کی دسہرہ میٹنگس دہرم تلا سٹریٹ میتھوڈسٹ چرچ میں سنیچر ۲۳ اکتوبر سے منگل ۲۶ اکتوبر تک ہونگی میرٹھ کے پادری پی۔ ایم۔ بک صاحب اُن کے میرمجلس ہونگے۔ رہنے وغیرہ کا بندوبست پادری ایف ڈبلیو۔ وارن صاحب ۱۵۰ دہرم تلا سٹریٹ کو لکھنے سے کیا جا سکتا ہے۔

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لندن اکتوبر ۴۔ امریکن منسٹر متعینہ پیکن تار دیتا ہے کہ ابھی تو وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن موجودہ حالت آئندہ کے لئے خوف کا باعث ہے۔

شہر میں اب بالکل امن ہے سنگ لی یمن نے فسادیوں کی زیادتیوں کے باعث بہت کچھ عذر کیا ہے اور سرغنے تمام طور سے ظاہر کئے گئے ہیں۔

لندن اکتوبر ۵۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا قاہرہ کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہے کہ فوج آمدہ از امدرمان میں بہت بیماری پھیلی ہوئی ہے کل ہسپتال میں ۷ سپاہی فوت ہوئے۔

جرمن اتاشی نے جو جنگ امدرمان میں سردار کی فوج کا ہمراہی تھا سرکاری طور پر رپورٹ کرتا ہے کہ لڑائی کا ڈھنگ اچھا نہ تھا۔ اور بیان کرتا ہے کہ مقبرہ کا ڈھانا ایک احمقانہ کام تھا۔

لندن اکتوبر ۵۔ ایک الٹیمیٹم دربارہ معاملات کریٹ آج سلطان کے پیش کیا گیا ہے جس میں مطالبہ تھا کہ جزیرہ ۱۵ یوم کے اندر ترکی فوجوں سے خالی کر دینا شروع ہو جاوے اور ایک مہینے کے اندر اندر کارروائی عمل میں آ جانی چاہئے۔

بمبئی اکتوبر ۵۔ سورت میں بروز سہ شنبہ سہپہر کو آگ لگی اور بجھانے سے پیشتر ۳۰ دکانیں خاکستر ہو گئیں۔ اور نقصان کا تخمینہ نصف لاکھ کیا گیا ہے۔

لندن اکتوبر ۶۔ گارڈز جو سوڈان کی مہم میں شامل تھے آج واٹرلو میں پہنچ گئے ہیں اور وہ مختلف بارکوں کی طرف کوچ کر گئے ہیں ایک بڑا گروہ جمع ہوا اور رجمنٹ کو بڑی شان و شوکت سے مبارکباد دی۔

لندن اکتوبر ۶۔ چینی سفیر شہنشاہ کی وفات کی بابت سرکاری طور سے انکار کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ شہنشاہ اور بیوہ شہنشاہ متوفی کے درمیان بہت اتحاد ہے۔

۳ چینی وزیر متعینہ پیکن سفارت گاہ میں بذات خود حاضر ہوئے تاکہ غیر حدود کے وزیروں کو ترغیب دیں کہ پیکن میں جہازی فوج نہ بلائی جاوے کیونکہ غیر ممالک کی فوج کی حاضری سے چین کی رعایا غالباً ناراض ہوگی۔

لندن اکتوبر ۶۔ انگریزی اخباروں کا اصرار کہ مقام فشودا کو فرانس کو باہمی گفتگو کے پہلے خالی کر دینا چاہئے یہ اصرار فرانسیسی افسروں کو ناراض کرتا ہے اور یہ مشتہر کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ فرانس کی سرکار اس بات کو قبول کرنے کی جرأت نہ کرے گی۔ پر تو بھی فرانس خالی کر دینے کے سوال کی نسبت دفعتاً گفتگو کرنے کو تیار ہے اور اس اثنا میں اگر انگلینڈ کا ارادہ ہے کہ میجر مارچنڈ کو مجبور کرے تو اس کا نتیجہ انگلینڈ کو اٹھانا ہوگا۔

بمبئی اکتوبر ۶۔ کل وبا سے ۳۲۲ واردات اور ۲۳۴ اموات کی رپورٹ ہوئی ہے۔

لندن اکتوبر ۶۔ اخبار ٹائمس متعینہ پیکن کا کارسپانڈنٹ بذریعہ تار بیان کرتا ہے کہ شہنشاہ متوفی کی بیوہ ہر روز شہنشاہ کے ساتھ بیٹھ کر وزیروں کی جماعت میں اجلاس کرتی ہے حالانکہ پہلے نقاب میں پیچھے بیٹھا کرتی تھی۔

نامہ نگار یہ بھی رپورٹ کرتا ہے کہ سنگ لی یمن غیر حدود کی بحری افواج کو پیکن میں سپیشل ٹرین سے پہنچانے پر متفق ہو گیا ہے۔

۳۶ روسی ترپ مع دو توپوں۔ ۲۵ انگریزی بحری سپاہیوں اور ۳۰ جرمنی بحری سپاہیوں کے آج پہنچے اور شہر میں کوچ کیا اور بڑے بڑے گروہ جو گلیوں میں جمع تھے اس فوج کو دیکھ کر ڈر گئے۔

لندن اکتوبر ۶۔ حال میں قاہرہ کے ہسپتال میں سات سو سپاہی بیمار ہیں جو تعداد میں تمام سوڈان کی فوج کے ۸ فیصدی کے برابر ہیں۔

لندن اکتوبر ۶۔ یکم اکتوبر کو ہانکاؤ کے شہر میں آتش زدگی ہوئی اور دس ہزار گھر برباد ہو گئے نیز یہ بھی رپورٹ کی گئی ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ چینی ہلاک ہوئے۔

لندن اکتوبر ۶۔ اخبار ٹائمس کا کارسپانڈنٹ متعینہ پیکن بیان کرتا ہے کہ امید کی جاتی ہے کہ کاسک کی گارد پیکن میں مستقل طور سے بحال رکھی جائے۔

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا قاہرہ کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہے کہ مصری دفتر جنگ دفعتاً خرطوم کو چلا جاوے گا تاکہ سوڈان کی فوجی حکومت کے انتظام کو آسانی ہو۔

لندن اکتوبر ۶۔ جنرل کچنر کا خطاب بارن لارڈ خرطوم ہوگا۔

لندن اکتوبر ۶۔ طاقتوں نے سلطان روم کے روبرو الٹیمیٹم پیش کیا کہ سلطان کی حکومت کریٹ سے اٹھ جائیگی اگر وہ دعویٰ پر راضی نہ ہو۔

لندن اکتوبر ۶۔ رائٹر پیکن سے بذریعہ تار بیان کرتا ہے کہ سنگ لی یمن روسی کل سپاہیوں کی تعداد کی نسبت اعتراض کرتا ہے کیونکہ یہ دیگر طاقتوں سے دوگنی ہے۔

غیر ممالک کی افواج کا پیکن میں داخل ہونا عجیب نمائش دکھا رہا تھا۔ چین کی پولیس کو گلیوں میں حفظ امن کے لئے تعینات کیا۔

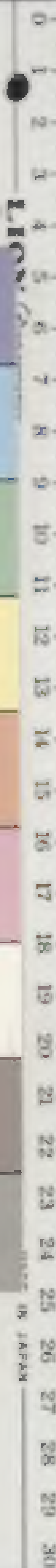
بمبئی اکتوبر ۶۔ کل بمبئی میں وبا سے ۳۳۴ واردات اور ۲۴۵ اموات کی رپورٹ ہوئی ہے۔

مضامین مفید المبتدین

ڈیرہ غازیخاں

اگر دوزخ برروے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

ناظرین نور افشاں کو واضح ہو کہ بندہ کو کشمیری سفر کی سیر اور کشمیری فوتو دیکھکر خوشی تو حاصل ہوئی پر بندہ نے سوچا کہ فردوس کے مقابل دوزخ بھی رہے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اگر فردوس کچھ چیز ہے تو دوزخ بھی کچھ ہوگی۔ میری دانست میں کشمیری مسافر سے کہ دوزخ بھی ایک نظر دیکھتے جاے۔ بندہ جس وقت دیرہ دون سے چلا جوں جوں قدم بڑھاتا توں توں دوزخ نزدیک آتا ہی گیا۔ جب لاہور پہنچا۔ لاہوری ٹھگ تو مشہور ہی تھے فوراً انہوں نے اپنی کارروائی شروع کر دی گو خفیف سا نقصان ہوا۔ خیر جب وہاں سے چلا شیر شاہ جنکشن آیا یہاں سے جو چلا جدھر نظر کی ریت کے میدان سنسان ویران نظر آئے۔ بندہ تو عجب حیرت میں تھا کہ ریل کہیں عرب کے ریگستان میں تو نہیں جا رہی ہو۔ تھوڑے سے مسافر ڈیرہ غازیخاں کے بھی نظر آئے وہ سیاہ فام لمبے لمبے بال رکھے چھوڑا ور نیلے تہہ بند باندھے ہوئے جو زبان بولتے تھے وہ بھی کئی زبانوں کی مرکب کہیں فارسی کی کھال کھینچ دی کہیں پنجابی زبان کا ستیاناس کر دیا بندے کو اس بات کا افسوس ہوا کہ کیمرہ ہوا نہیں تو کسی کی فوٹو کھینچ لیتا۔ بندہ جب ڈیرہ غازی گھاٹ اسٹیشن پہنچا تو ریل سے اترا کیونکہ ریل آگے نہیں جاتی ہے۔ پہلا نظارہ جو نظر آیا۔ تمام بانسوں کی کشتیاں تھیں صاف ایسی کہ آدھ گھنٹہ اگر کوئی بیٹھے تو فوراً غرق ہو جائے۔ مٹی کے برتن جیسے کشتیوں کا وہ ہجوم اور بھنبھناہٹ کہ عجب ہی لسی ہو۔ خیر جوں توں کر کے دریاے سندھ سا گرے بھی جب پار پہنچا تو ڈیرہ غازیخاں داخل ہوا۔ گویا دوزخ میں داخل ہو گیا۔ جدھر نظر کی پانی ہی پانی درخت میں چرپتہ کی طرح بو اور کڑوا اور ایسی بدبو کو برداشت سے باہر۔ یہ پانی خود بخود زمین سے نکلتا ہے اور جھیل ہو جاتا ہے اس پانی کو سوکھا بولتے ہیں اور اس پانی کو جانور نہیں پیتے ہیں اور اس پانی سے جنگلی بخار پیدا ہوتا ہے اور جنگلی بخار تو یہاں کا تحفہ ہے۔ درختوں میں سے یہ درخت کثرت سے ہیں۔ کھجور، شیشم، کیکر، ببول۔ یہاں اس سوما کے سبب ہزاروں گھر ویران اور مسمار پڑے ہیں۔ اور تمام قسم کی خراب بیماریاں یہاں ہوتی ہیں۔ مثلاً پتھری، جالندھر، تپ دق۔ اور سردی بھی بہت۔ یہاں کی بیماریاں کیا ہیں زہرون والی دس آفتوں سے کہیں زیادہ خراب ہیں۔ پتھری چھوٹے سے چھوٹے بچے کے پیدا ہو جاتی ہے اور سال بھر میں تین دفعہ نکلوائی پڑتی ہے۔ ڈیرہ غازیخاں کیا ہے سب بیماریوں کا گھر ہے اور ایک یہاں کستوری نالہ ہے جس میں دریاے سندھ سے پانی آتا ہے۔ وہ گندہ میلا پانی ہے یہاں کے لوگوں کا دستور ہے کہ چالیس پچاس آدمی ایکدم وہاں جاتے ہیں اور دن بھر نہاتے اور بجاتے کھاتے اور گاتے بجاتے اور ناچتے رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو ناچتے گاتے گھروں کو لوٹتے ہیں گویا جنرل پکنک روزمرہ وہاں رہتی ہے اگر کوئی انگریز یا دیسی ان کی یہ حرکت دیکھے تو فوراً ہی جان لیگا کہ اول درجے کے وحشی ہیں۔ اس نالہ سے نہا کر آتے ہیں پھر بھی گھر پر نہاتے ہیں کیونکہ وہ گندگی تو بدن پر چڑھ جاتی ہے اور اگر نہ نہائیں تو پھر پھوڑوں سے مرتے ہیں۔ بازار کو دیکھو تو بھینڈی سی سرنگ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوپر سے پٹی ہوئی ہیں دن دوپہر کے اندھیرا رہتا ہے۔ دکانوں کو دیکھو تو دیسیوں کے پاخانے بھی بڑے ہوتے ہیں پر یہ ان سے بھی گئی گذری ہیں۔ صفائی کے ایسے دشمن ہیں اور علم سے بھاگتے ہیں جیسے انگریز کالرا اور پلیگ سے بھاگتے ہیں۔ اگر مسجدوں کو دیکھو تو معلوم نہیں ہوتا کہ مسجد ہے یا پاخانے۔ گندی رات معلوم ہوتی ہیں اور جو مولوی صاحب ہیں اور ملاں ہیں وہ اول درجہ کے جاہل اور بے علم بس لکیر کے فقیر ہیں۔ نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیثوں کی۔ مندروں کو دیکھو تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ دربست کے تودہ کھڑے کر دیے اندر کیا دھرا ہے سندر گنیش جی ہاتھی کی سونڈ لٹکائے کھڑے ہیں ایک طرف حضرت ہنومان دم لگائے دانت نکالے کھڑے ہیں کچھ تو سنگتراشوں نے خوبصورت بنائے ہی تھے پجاری بندہ وؤں نے اور خوبصورتی دوبالا کر دی تیل اور کالک لگا کر۔ دہنے کان سے بائیں کان تک ایک انچ چوڑی پیڑی جیسے آستر وہ بھرا ہوا۔ پھر پیشانی سے لیکر گدی تک آستر وہ بھرا ہوا۔ چاند پر چڑھا ہنجاتا ہے۔ شہر جھنگ کثرت سے بکتے ہیں جدھر دیکھو شراب کی دکانیں صاحب بھی بیکو ہیں۔ کہاں تک ڈیرہ غازیخاں کا حال لکھوں۔ دوزخ سمجھئے یا کالا پانی تصور کیجئے۔ اگر کسی کو کالے پانی بھیجنا ہو تو ڈیرہ غازیخاں بھیجئے گا۔ یہاں مسیحی مشن عرصہ بیس سال سے ہے اور یہ کام بہت ہی قابل تعریف کے ہے۔ بیماروں کی روزمرہ کی تعداد [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] اور جوان پیشنٹ میں جتنا [illegible] تک اور یہاں ڈاکٹر جوکس صاحب۔ ڈاکٹر [illegible] ڈاکٹر نجم الدین علاج کرتے ہیں جن کی صفائی اور عمدگی علاج کا بندہ قائل ہے۔ ایسے لاعلاج مریض آتے ہیں جن کو دیکھکر بدن کانپ اٹھتا ہے۔ سول ہسپتال کو دیکھو تو اوری لطف حاصل ہوتا ہے۔ میدان میں ہو [illegible]



مسٹر فتحگڈھا اور انکے محبان

ہم اتنی مدت سے دیدہ بر راہ ہوکر نگاہ انتظار سے دیکھ رہے تھے۔ کہ مسٹر فتحگڈھا اپنے جواب دہندگان کے جواب میں کس قدر مطمئن ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ خاموش ہیں۔ ہم اسوقت مختصراً سرسری طور پر دیکھنے چاہتے ہیں۔ کہ مسٹر موصوف کی تحریرات کے جوابات منصف مزاج و اڈیٹر مسیحی و پادری نتھے مسیح صاحب نے کہاں تک دئے ہیں۔ پادری صاحب مذکور تو شاید خوف زدہ ہوئے۔ کہ اگر دشمناں بہ فساد بگویند۔ کہ ایں ہم بچہ شتر است۔ تو پھر ہو رہیں پادری صاحبان کو جن کے نزدیک وہ مخبر الہام و کفر الملائیں منتظر ہوتے ہیں۔ کیا جواب دہ ہونگے۔ پادری صاحب ہوشیار تو بڑے ہیں۔ لیکن غلطی کھا گئے۔ بیٹھے کو نقل بکے تھے۔ کرگینگ نخستہ نکل آیا۔ جس کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ اصل مسئلہ مشکل تھا۔ شاید یہہ شعر انہوں نے کبھی سنا ہو

بلبل کے زمزمہ کا چمن بیچ کیا مجال
پیدا کرے کلاغ بہ آہنگ تنگ دہنگ

اڈیٹر مسیحی نے گذشتہ ۵ کے پرچہ میں اس فقرہ کو کہ پچکر رکھا ہے۔ کہ مرکہ تنگ آید بجنگ آید۔ جواب جو دیا گالی دی۔ مسٹر فتحگڈھ کو گدھا بنا کر چپ چھڑایا۔ انکے نہم شریف میں شاید یہہ خیال نہ آیا۔ کہ اگرچہ گدھے کی لات مارنے کا جواب نہیں ہو سکتا۔ مگر فرق تمانی کی ٹانگ تو ٹوٹ سکتی ہے۔ پنجاب میں ایک مشہور مثل ہے۔ کہ ایک جاٹ اور ایک افغان قافیہ بازی کرنے لگے۔ افغان نے کہا "بہت ہست تیرے گرمار با ترٹ" تو جاٹ نے کہا۔ "پٹھان تیرے گرپد کو اوپرا کہا۔ کہ قافیہ نہیں ہوا۔ جواب دیا۔ آوہ چپ تیرا لگ تو ٹُٹے گا"۔ اگر مسٹر فتحگڈھ کی تحریر قابل جواب نہ تھی۔ تو اس کا ذکر ہی کیوں کیا۔ بلکہ چاہئے تھا۔ کہ اُسے بالکل نظر انداز کرتے۔ اس امر کا ذکر کرکے اور جواب نہ دیکر خواہ مخواہ آپ کو عدم قابلیت جواب کا موردِ طعن بنایا۔ مسٹر فتحگڈھ کو گدھا تو بنایا۔ مگر اُسکی لات مارنے سے اڈیٹر مسیحی کی تحمتی کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ سب اہل فہم پر آشکارا ہو گیا۔ کہ مخبر الذکر صاحب کو جواب دینے کی لیاقت نہیں۔

منصف مزاج اڈیٹر مسیحی کو صلاح دیتا ہے۔ کہ ایسی بے وقت تحریروں کے جواب میں خاموشی اختیار کرے۔ اور خود اُسی غلطی میں مبتلا ہے۔ کہ خاموش نہیں رہا۔ بجز اُس کے یہہ کہا۔ کہ فتحگڈھ کی نقل کتب کی سی تحریریں ہیں۔ چونکہ دراصل نرم الفاظ میں یہہ وہی جواب ہے۔ جو اڈیٹر مسیحی نے دیا۔ تو قیاس کرنا دشوار نہیں۔ کہ منصف مزاج بھی زمرہ اڈیٹران مسیحی میں شامل ہو۔ اُس نے جو الزام مسٹر فتحگڈھ پر لگایا ہے۔ وہ خود اُسی پر عاید ہوتا ہے کیونکہ بہت سے ناشایاں الفاظ اُس کے حق میں لکھے ہیں جنکا دانت پکیکر بے طرح چمٹنا بندر کا خاصہ ہے۔ ناظرین قیاس کرلیں کہ کیا نتیجہ نکلا۔

حاصل الامر۔ ہرسہ صاحبان کے جواب دیکھے۔ جو مختصر طور پر یہہ ہیں۔

۱۔ پادری نتھے مسیح صاحب تو بہت دورتک پہنچے ہیں انہوں نے کہا۔ کہ توجہ قوم مطلب کے وقت گدھے کو باپ بناتے ہیں۔ ایسے استعارات اُن کے عہدہ کی تو قیر و عظمت کو داغ لگاتے ہیں۔

۲۔ اڈیٹر مسیحی فرماتے ہیں۔ کہ گدھے کی لات کا کچھ جواب نہیں ہو سکتا۔

۳۔ منصف مزاج صاحب مسٹر فتحگڈھ جیسے شخص کو مکتب کے نوپاس شدہ طفل سے ملقب اور جنگل کی بیلوں سے مشابہ کرتے ہیں۔ جو خوش خوب جواب دیگئے سچ ہے۔ جواب سخت نہ زیبد زبان نوجواناں را۔

آخر میں مسٹر فتحگڈھ سے ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ ہرگز کی امید نہ رکھیں۔ ہمکو اندرونی حال کی خبر پہنچی ہے کہ جن اصحاب کو آپ نے مخاطب کیا ہے انکا کچھ ایسا حال ہے ع۔ کلام آپ کا کانوں میں ہی نہیں جاتا۔ گھوڑے خشک سے تیغ آبدار گذرے ہے۔

ہم یہہ مضمون لکھ چکے تھے۔ کہ اس ہفتہ کا پرچہ نور افشاں پہنچا جس میں مسٹر فتحگڈھ کی طرف سے جواب الا جواب شائع ہوا ہے۔ اگرچہ اب ہمارے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی لیکن تاکہ انکو معلوم ہو جاوے۔ کہ انکے ہم خیال اور انسان بھی صفحۂ زمین پر جاگزین ہیں یہہ مضمون بالا اندراج اخبار کیلئے بھیجتے ہیں۔ ثالث بالخیر۔

بپتسمہ

گذشتہ اتوار کو ایک نوجوان ہندو بھائی بنام بابو سوہن لال سابق سٹوڈنٹ مشن ہائی سکول دہرہ دون بعد تحقیقات کامل اور تدقیق کے علانیہ بدست جناب پادری بلارام صاحب جنرل مسل کے مسیح کے گلہ میں شریک ہوئے۔ اور شیطان پر یسوع کی فتح پائی بھائی سوہن لال صاحب اچھے اچھے معزز عہدوں پر مامور رہے اور تین سال تک اجمیر میں پرائیوٹ سکرٹری رہے بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے اُس کو انجام دیا۔ یہاں تک کہ بابت کے ہر کہ و مہ آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ مسیحی بھائیوں پر لازم ہے کہ اپنے اس بھائی کے لئے دعا کریں کہ خداوند کے جلال ظاہر کرنیکا بیسا ایک طریقہ ہو۔ آمین۔

مشتری

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو۔